۱۰ ذُوالقعدۃ الحرام ۱۴۴۰ھ کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط: 53)

کیا امام مَہدی پیدا ہو چُکے ہیں؟

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

پیشکش:

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کیا امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۲۶ صَفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اس پر 10 رَحمتیں نازل فرماتا، 10 گناہ مٹاتا اور 10 دَرَجات بلند فرماتا ہے۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

کیا امام مَہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پیدا ہو چکے ہیں؟

سُوال: کیا حضرتِ سَیِّدُنا امام مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ پیدا ہو چکے ہیں؟

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا امام مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ابھی پیدا نہیں ہوئے کیونکہ ان کے تشریف لانے کی کچھ نشانیاں ہیں جو ابھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ بعض لوگ جن کا دِماغ خراب ہو جاتا ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امام مہدی ہیں حالانکہ وہ سَیِّد بھی نہیں ہوتے جبکہ امام مہدی ہونے کے لیے سَیِّد ہونا شرط ہے۔[3] اب اگر وہ سَیِّد بھی ہوں تب بھی امام مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے اس لیے کہ امام مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مکہ شریف میں دَورانِ طواف تشریف لائیں گے۔ اس وقت لوگ طواف میں مشغول ہوں گے اور اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم انہیں پہچان لیں گے اور پھر آسمان سے بھی آواز گونجے گی کہ "یہ اللہ پاک کے خلیفہ مہدی ہیں" چنانچہ پھر ان کی بیعت کی جائے گی تو یوں ان کی پہچان مکہ شریف میں ہوگی۔[4]

1 ...... یہ رِسالہ ۱۰ ذُو الْقَعْدَۃِ الْحَرام ۱۴۴۰ھ بمطابق 13 جولائی 2019 کو عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبے "فیضانِ مَدَنی مذاکرہ" نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

2 ...... نسائی، کتاب السھو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

3 ...... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المھدی، ۴/۴۱۳-۴۱۴، حدیث: ۴۰۸۵-۴۰۸۹ دار المعرفۃ بیروت۔

4 ...... کتاب العقائد، ص ۳۰-۳۱ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

کیا حج کے شرعی مَسائل اپنے وطن سے سیکھ کر جانا چاہیے؟

سُوال: حج کے لیے جانے والوں کو حج کی تیاریوں مثلاً سامان وغیرہ کی تو بڑی جستجو اور فِکر ہوتی ہے مگر وہ حج کے شرعی مَسائل سیکھنے کے حوالے سے بالکل فِکر نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ان سے کہا جائے کہ مَاشَآءَ الله آپ حج کرنے جا رہے ہیں لہٰذا حج کے شرعی مَسائل بھی سیکھتے جائیں تو کہتے ہیں ہمارے ساتھ فُلاں مفتی صاحب یا فُلاں عالِمِ دِین جا رہے ہیں وہ ہمیں بتائیں گے اور ہم اُن سے وہیں سیکھ لیں گے حالانکہ وہاں مَسائل سیکھنے نہیں ہوتے بلکہ ان پر عمل کرنا ہوتا ہے تو آپ اِس حوالے سے راہ نمائی فرما دیجیے۔

جواب: حج کے شرعی مَسائل سیکھ کر ہی جانا چاہیے کیونکہ ہر مسئلہ عالِم صاحب بتائیں یہ ضَروری نہیں جو مسئلہ آپ ان سے پوچھیں گے وہ وہی بتائیں گے اور بہت سارے مَسائل اَندرونی ہوتے ہیں جیسے نیّت کیسے کرنی ہے اور کہاں کیا نیّت کرنی ہے؟ تو یوں مَناسِکِ حج کے بہت سارے مَسائل ہیں جنہیں سیکھنا ضَروری ہے۔ یاد رَکھیے! جس کو حج کرنا ہے اس کے لیے فرض ہے کہ حج کے ضَروری مَسائل سیکھے۔

مُعاشَرے میں جھوٹ کو بہت معمولی سمجھا جانے لگا ہے

سُوال: آج کل ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ بات بات پر جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اور مُعاشَرے میں جھوٹ کو بہت معمولی سمجھا جانے لگا ہے بلکہ بعض لوگ جھوٹ بولنے کو اچھا سمجھتے ہیں تو اِس حوالے سے آپ کچھ راہ نمائی فرما دیجیے تاکہ ہمارے مُعاشَرے میں جھوٹ کی بُرائی ختم ہو جائے۔

جواب: واقعی مُعاشَرے میں جھوٹ بہت زیادہ عام ہے اور بات بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے مثلاً لوگ تجارت میں جھوٹ بولتے ہیں، ملازمت میں جھوٹ بولتے ہیں، ملازِم رکھنا ہے تو جھوٹ بولتے ہیں، اگر کسی نے ملازِم رہنا ہے تو وہ جھوٹ بولے گا، خریداری کرنی ہے تو جھوٹ بولیں گے اور مذاق میں بھی جھوٹ بولیں گے تو یوں قدم قدم پر جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ بعض جھوٹ ایسے ہوتے ہیں جن کا خود کو پتا چل جاتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور بعض اوقات بالکل توجہ نہیں ہوتی اور بندہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے ۞ ... جیسے کسی کی طبیعت بہت خراب ہے تو اب اگر اس سے پوچھیں گے

کہ کیا حال ہے؟ طبیعت کیسی ہے؟ تو وہ بولے گا: ٹھیک ہوں۔ اب اگر اس کی توجہ اپنے مَرض کی طرف بھی ہے کہ میں ٹھیک نہیں ہوں، بیمار پڑا ہوں اور بخار میں تپ رہا ہوں اور پھر بھی وہ ٹھیک ہوں کہہ رہا ہے تو یہ جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس نے اس ذہن سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کہا کہ میں ٹھیک ہوں جیسا کہ لوگ ٹھیک ہوں کے معنیٰ میں بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کہتے ہیں تو اب یہ بھی جھوٹ ہے۔ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کیا حال ہے؟ اب پوچھنے والے بھی رَسمی پوچھ رہے ہوتے ہیں ورنہ اگر مَریض ایسوں کے سامنے اپنی بیماری کی فائل کھولے تو وہ اس کے مُتَحَمِّل نہیں ہوں گے اور اسے بَرداشت نہیں کریں گے۔ ایسے موقع پر مَریض کی توجہ اللہ پاک کی نعمتوں کی طرف ہو مثلاً میں مسلمان ہوں تو اب وہ حال پوچھے جانے پر اپنے مسلمان ہونے کے تصور سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کہے تو بچت ہو جائے گی ورنہ ٹھیک ہوں کے معنیٰ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کہے گا تو یہ جھوٹ قرار پائے گا۔ ❁...اِسی طرح تاجر اپنے مال کی تعریف میں پتا نہیں کیا کیا بول رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات تو مال بیچنے کے لیے صریح یعنی کُھلے جھوٹ بول رہا ہوتا ہے مثلاً اتنے میں تو مجھے وارا نہیں کھاتا، اتنے میں تو مجھے پڑا نہیں ہے اور اتنے میں تو میری خرید بھی نہیں ہے، پھر وہ گاہک کو "خرید بھاؤ" بلکہ بعض اوقات تو "خرید بھاؤ" سے کم میں بھی دے دیتا ہے حالانکہ خرید بھاؤ کچھ اور ہوتا ہے مگر وہ اسے خرید بھاؤ بتا کر جھوٹ بول رہا ہوتا ہے۔ ❁...یونہی اگر کوئی دُکان پر ریز گاری لینے آیا تو جھوٹ بولیں گے کہ نہیں ہے حالانکہ ریز گاری کا ڈھیر لگا ہوتا ہے۔ اس مُعاملے میں تاجر یہ بھی بول سکتے ہیں کہ ہمیں خود اس کی ضَرورت پڑے گی مگر چونکہ اِس طرح کہنے سے اگلا بحث کرے گا کہ میرے کو دے دو مجھے بہت ضَرورت ہے تو اس لیے جھوٹ بول کر ٹال دیتے ہیں۔ یاد رہے! جھوٹ بولنے کا عذاب بَرداشت نہیں ہو پائے گا لہٰذا جھوٹ نہ بولیں اور اگر سامنے والا بحث کرے تو آپ اسے اس طرح سمجھا سکتے ہیں کہ اگر میں بول دیتا کہ ریز گاری نہیں ہے تو آپ مجھ سے نہ اُلجھتے لیکن میں نے جھوٹ سے بچنے کے لیے آپ کو سچ بتا دیا کہ ریز گاری ہے مگر میرے پاس بھی گاہک آتے ہیں اور بڑا نوٹ دیتے ہیں تو کُھلے پیسوں کی مجھے بھی ضَرورت ہوتی ہے اس لیے میں نے رکھے ہوئے ہیں تو سچ بولنے پر آپ مجھ سے اُلجھ رہے ہیں۔ ❁...بہر حال لوگ بات بات پر جھوٹ بولتے ہیں جیسا کہ کہیں پہنچنے میں دیر ہو گئی تو جب پوچھا جائے گا کہ کیوں دیر ہو گئی؟ تو اس کا بھی کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش لیں گے کہ

فُلاں مل گیا تھا یا پیٹ میں دَرد ہو گیا تھا وغیرہ حالانکہ لیٹ ہونے کی وجہ پیٹ میں دَرد ہونا نہیں تھا کیونکہ پیٹ میں دَرد ہوتے ہوئے قدم کس طرح چلتے رہے؟ بلکہ لیٹ یوں ہوئے کہ گھر سے نکلے ہی دیر سے تھے۔ بعض اوقات لیٹ ہونے پر یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ ٹریفک میں پھنس گیا تھا اس لیے لیٹ ہوا حالانکہ آپ جب گھر سے نکلے تھے تب ہی لیٹ ہو گئے تھے اور ٹریفک میں پھنس کر مزید لیٹ ہوگئے تو یوں آپ ٹریفک میں پھنسنے کی وجہ سے لیٹ نہیں ہوئے بلکہ گھر سے لیٹ نکلنے کی وجہ سے لیٹ ہوئے۔ یاد رکھیے! جس کو جلدی پہنچنا ہوتا ہے وہ گھر سے جلدی نکلتا ہے لیکن دِینی کام میں خاص طور پر بندہ لیٹ ہو ہی جاتا ہے۔ اگر کوئی اِجتماع یا مَدَنی مذاکرے میں لیٹ پہنچتا ہے تو وہ بھی ٹریفک میں پھنسنے کا بہانہ بناتا ہے تو یوں بعض اوقات نیک کاموں میں بھی بندہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے، اللہ کریم ہمیں جھوٹ سے بچائے اور سچے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرتے ہوئے ہمیشہ سچ بولنے کی سعادت بخشے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جس پر حج فرض ہو گیا ہو وہ زکوٰۃ دے یا حج کرے؟

سُوال: جس پر حج فرض ہو گیا ہو وہ زکوٰۃ دے یا حج کرے؟

جواب: اگر زکوٰۃ کی حَد تک اس کے پاس مال ہے اور زکوٰۃ کی تاریخ آگئی تو زکوٰۃ فرض ہو گئی تو ظاہر ہے اب اُسے اپنے مال کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا ہو گا اور حج فرض ہو تو حج بھی کرنا ہو گا۔

اُردو زبان میں صَلٰوۃ و سَلام پڑھنا کیسا؟

سُوال: کیا صَلٰوۃ و سَلام اُردو زبان میں پڑھنا جائز ہے؟

جواب: سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو ہم صَلٰوۃ و سَلام پڑھتے ہیں یہ کسی بھی زبان میں پڑھ سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ جو ولی اور بہت بڑے عالِم اور مفتی تھے ان کے بھی اُردو زبان میں سلام لکھے ہوئے ہیں مثلاً "مصطفےٰ جانِ رَحمت پہ لاکھوں سلام" یہ سلام بھی اُردو زبان میں ہی ہے۔

چھوٹی بچّی کو قبرستان لے جانے کا شرعی حکم

سُوال: کیا چھوٹی بچّی کو قبرستان لے جا سکتے ہیں؟

جواب: بہت چھوٹی بچّی مثلاً جس کی عُمر چار پانچ سال ہو اُسے قبرستان لے جانے میں کوئی حَرَج نہیں ہے کیونکہ قبرستان میں عورت کو جانا منع ہے(1) جبکہ یہ ابھی پوری عورت بنی نہیں ہے۔

قربانی کے جانور کی قیمت بتانا مناسِب ہے یا خاموشی اِختیار کرنا؟

سُوال: جب ہم قربانی کے لیے کوئی جانور مثلاً گائے یا بکرا خرید کر لاتے ہیں تو اکثر لوگ بار بار یہ سُوال پوچھتے ہیں کہ کتنے کا لائے ہو؟ ایسی صورت میں قیمت بتانا مناسِب ہے یا خاموشی اِختیار کرنا کیونکہ قیمت بتانے میں اپنی بڑائی کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ میں تو پچھتر ہزار (75000) کا لایا یا میں تو دو لاکھ (200000) کا لایا وغیرہ؟

جواب: ظاہر ہے کہ اگر کوئی جانور کی قیمت پوچھے گا اور آپ اسے کہیں گے کہ میں نہیں بتاتا تو اس کا دِل ٹوٹے گا اور اُسے بُرا لگے گا اس لیے کوئی پوچھے تو قیمت بتا دیجیے۔ آپ کو بھی تو جانور لے کر گھومنے کا شوق ہے، جب آپ اپنا شوق پورا کر رہے ہیں، جانور کو لا کر اپنے دَروازے کے آگے باندھ رہے ہیں، اسے پھولوں کے گجرے اور ہار ڈال رہے ہیں اور اُسے سجا کر رکھ رہے ہیں تو جب اتنی نمائش آپ خود کروا ہی رہے ہیں تو پھر لوگ پوچھیں گے ہی کہ کتنے کا لیا ہے؟ اگر آپ جانور کی نمائش نہ کریں اور اسے چھپا کر رکھیں تو اتنے لوگوں کو پتا نہیں چلے گا اور پھر کم لوگ پوچھیں گے یا پھر یہ پوچھیں گے کہ آپ نے قربانی کے لیے جانور لیا ہے یا نہیں؟ اگر آپ ہاں بولیں گے تو پوچھیں گے: کتنے میں آیا؟ اور اگر بولیں گے: ابھی تک نہیں لیا، تو پوچھیں گے: کتنے تک لینے کا اِرادہ ہے؟ بہر حال عوام نے پوچھنا ہی ہے۔ اب یہ پوچھنا بعض اَوقات فضول ہوتا ہے اور بعض اوقات فضول نہیں بھی ہوتا جیسا کہ کوئی اِس لیے پوچھ رہا ہے تاکہ اُسے یہ پتا چل جائے کہ آج کل جانور کا کیا بھاؤ چل رہا ہے اور اس طرح کا جانور کتنے کا ملتا ہے؟ کیونکہ اس نے بھی جانور لینے کے لیے منڈی جانا ہے تو یہ اچھی نیّت سے پوچھنا ہے اور اگر ویسے ہی پوچھتا ہے جیسا کہ لوگ تجسُّس کے طور پر پوچھتے ہیں تو یہ فضول پوچھنا ہوا اور فضول باتوں سے بچنا اچھا ہے لیکن یہ پوچھنا اب بھی گناہ نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے آپ سے جانور کا بھاؤ پوچھ لیا تو آپ اس کا دِل خوش کرنے کی نیّت سے اُسے صحیح صحیح بتا دیجیے اس کا دِل خوش ہو جائے گا، نہیں بتائیں گے تو اس کا دِل

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۵۳۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

ٹوٹے گا البتہ پوچھنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ بِلاضرورت نہ پوچھیں۔

دَسویں، بیسویں، مہینے اور چالیسویں کی نیاز کی شرعی حیثیت

سُوال: کسی کے اِنتقال کے بعد دَسویں، بیسویں، مہینے اور چالیسویں کی نیاز ہوتی ہے اور خوب اِہتمام کیا جاتا ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (SMS کے ذَریعے سُوال)

جواب: تیجا، دَسواں، بیسواں، چالیسواں اور بَرسی یہ سب اِیصالِ ثواب کے اَنداز ہیں اور اِیصالِ ثواب چاہے دَسویں دِن کریں یا گیارھویں دِن، پانچویں دِن کریں یا تیسرے دِن، پہلے دِن کریں یا ہر روز کرتے رہیں ہر صورت میں جائز ہے۔ دَسواں، بیسواں مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ جب مَیِّت ہو جاتی ہے تو شاید چار جمعراتوں تک ہر جمعرات کو نیاز کا اِہتمام کیا جاتا ہے جو کہ جائز ہے اسے ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جو ناجائز کہتا ہے اس کا ناجائز کہنا ہی ناجائز ہے کہ جب شریعت نے اس چیز کو ناجائز نہیں کہا تو اب اگر کوئی دوسرا اسے ناجائز کہے گا تو وہ خود ناجائز فعل کا مُرتکب ہو گا اور گناہ گار ہو گا۔[1] بہر حال اِیصالِ ثواب رات میں بھی جائز ہے اور دِن میں بھی جائز ہے، صبح کے وقت بھی جائز ہے اور شام کے وقت بھی جائز ہے اور سارے سال میں جس تاریخ کو کریں جائز ہے اور کوئی ایسی گھڑی نہیں ہے جس میں فِیْ نَفْسِہٖ اِیصالِ ثواب ناجائز ہو۔

کن مواقع پر دُرُود شریف پڑھنا جائز اور کہاں منع ہے؟

سُوال: اذان سے پہلے یا کھڑے ہو کر دُرُود و سلام پڑھنے کو ناجائز کہنا کیسا ہے؟[2]

جواب: قرآنِ پاک میں دُرُود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۵۶) ترجَمۂ کنزالایمان: ”اے ایمان والو! ان پر دُرُود اور خوب سَلام بھیجو۔“ جب قرآنِ پاک میں دُرُود و سَلام پڑھنے کا حکم دے دیا گیا تو اب کھڑے کھڑے پڑھو تو جائز اور بیٹھے بیٹھے پڑھو تو بھی جائز ہے۔ اب کوئی کہے کہ اگر دُرُود و

---

1 ..... فتاویٰ رضویہ، ٦/٣٩٣-٣٩٥ ماخوذاً۔

2 ..... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

سَلام کھڑے کھڑے ہاتھ باندھ کر پڑھو گے تو ناجائز ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے کہ یہ کیوں ناجائز ہو جائے گا؟ قرآنِ کریم میں یہ کہیں نہیں ہے کہ صِرف بیٹھے بیٹھے پڑھو یا لیٹے لیٹے پڑھو تو اب جس ہیئت میں پڑھا جائے جائز ہے۔ نیز اَذان سے پہلے پڑھا تب بھی جائز ہے اور اَذان کے بعد پڑھا تب بھی جائز ہے، نماز سے پہلے پڑھا تب بھی جائز ہے اور نماز کے بعد پڑھا تب بھی جائز ہے، سحری کے وقت پڑھا تب بھی جائز ہے اور اِفطار کے وقت پڑھا تب بھی جائز ہے۔

عُلَمائے کِرام نے جو منع کے مواقع بتائے وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں مثلاً واش روم میں پڑھنا منع ہے اور یہ عقل میں بھی آتا ہے کہ گندی جگہوں پر دُرُود شریف نہیں پڑھنا چاہیے۔اِسی طرح نماز کے دَوران بھی نہیں پڑھیں گے کہ عُلَما نے منع فرمایا ہے، ایسے ہی جب تلاوت میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ پاک آئے جیسا کہ ایک آیتِ مُبارکہ میں ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ﴾ (پ۲۶، الفتح:۲۹۔ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رَسُول ہیں۔) تو دُرُود نہیں پڑھیں گے کہ عُلَما نے منع کیا ہے۔[1] یونہی دَورانِ خطبہ خطیب کا پڑھنا تو ٹھیک ہے مگر سننے والا زبان سے نہیں پڑھے گا کہ اس سے بھی عُلَما نے منع فرمایا ہے۔[2] تو یوں جن مواقع پر پڑھنا منع تھا وہاں پڑھنا منع ہو گیا باقی کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے پڑھیں سب جائز ہے۔ البتّہ جب بھی لیٹ کر ذِکر و دُرُود کریں تو پاؤں سمیٹ لیں کیونکہ یہ مطلقاً آداب میں سے ہے کہ اگر کوئی لیٹے ہوئے پڑھتا ہے تو اس کے پاؤں سمٹے ہوئے ہوں۔ البتہ اگر کوئی مجبوری ہے تو پھر پاؤں نہ سمیٹنا اَدب کے خلاف نہیں ہے ورنہ اَدب کے خلاف تھا مگر گناہ تب بھی نہیں تھا۔

کیا جنّت میں شادی ہو گی؟

سُوال: کیا جنّت میں شادی ہو گی؟ (سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: جی ہاں! جنّت میں بھی شادی ہو گی۔ حوروں سے نکاح ہو گا[3] یونہی دُنیا والے میاں بیوی جنّت میں بھی ساتھ

---

1. ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: فی المواضع التی تکرہ فیھا الصلاۃ علی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ۲/۲۸۲ ماخوذاً دار المعرفۃ بیروت۔
2. فتاوٰی رضویہ، ۸/۳۶۵۔
3. معجم کبیر، عن عمرو بن میمون عن عبد اللہ، ۱۰/۱۶۰، حدیث: ۱۰۳۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

رہیں گے [1] لیکن جس عورت کا شوہر مَعَاذَاللہ دوزخ میں چلا گیا اور وہ جنَّت میں آ گئی تو اب وہ کسی جنّتی شخص کے ساتھ بیاہ دی جائے گی اور اس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جائے گا۔ [2]

کسی پر جادو کرنا کیسا؟

سُوال: آج کل لوگ ذرا سی بیماری یا پریشانی پر کہتے ہیں کہ جادو ہو گیا ہے تو کسی پر جادو کرنا کیسا اور ایسا نہ کیا جائے اس کا کیا علاج ہے؟

جواب: آج کل بات بات پر کہا جاتا ہے کہ اَثرات ہو گئے ہیں یا کسی نے جادو کر دیا ہے، بے شک اَثرات بھی ہوتے ہیں کہ جن کا اَثر بھی ہو جاتا ہے اور جادو بھی ہو سکتا ہے لیکن جب تک ہمارے پاس کوئی دَلیل نہ ہو تو جادو یا اَثرات کا وَہم پالنا صحیح نہیں ہے۔ جو کسی مسلمان پر اُسے تکلیف دینے کے لیے جادو کرتے ہیں گناہ گار ہیں اور انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے اور نہ جادو کروانے کے لیے جادو گروں کے پاس جانا چاہیے۔ بعض اوقات شوہر کو قابو کرنے کے لیے بیوی بھی ایسا کرتی ہے تو اُسے بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رکھیے! ہر گھر میں ایسا نہیں ہوتا کہ جادو کروانے کے سلسلے ہوں بلکہ لاکھوں میں کوئی ایسا کرتا ہو گا ورنہ عام طور پر لوگوں کو یہ پتا بھی نہیں ہوتا کہ جادو کیسے ہوتا ہے اور کہاں سے ہوتا ہے؟

کوئی مانے یا نہ مانے نیکی کی دعوت دیتے رہنا چاہیے

سُوال: یا مُرشِدی! اللہ پاک کی رَحمت اور آپ کی نظرِ کرم سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں دو اسلامی بھائیوں کو نمازی بنانے میں کامیاب ہو چکا ہوں لیکن ان میں سے ایک اسلامی بھائی نیکیوں کی طرف رَغبت نہیں پاتے حالانکہ میں نے انہیں بہت سمجھایا ہے، بیانات بھی سنائے ہیں اور مَدَنی رَسائل بھی پڑھنے کے لیے پیش کرتا ہوں مگر وہ پڑھتے نہیں ہیں اور نہ ہی سنّتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اِس حوالے سے راہ نمائی فرما دیجیے۔

جواب: بس آپ کوشش کرتے رہیں اور بار بار سمجھاتے رہیں کہ پارہ 27 سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت کی آیت نمبر 55 میں اللہ پاک

---

1 ...... التذکرۃ باحوال الموتٰی و امور الاخرۃ، باب اذا ابتکر الرجل امراۃ فی الدنیا کانت زوجتہ فی الاخرۃ، ص ۴۶۲ دار السلام بیروت۔

2 ...... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ الجنۃ، ۴/۵۳۹، حدیث: ۴۳۳۷ ماخوذاً۔

کا اِرشاد ہے:﴿وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: ”اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔“ میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سمجھانا شروع کیا اور نیکی کی دعوت دینا شروع کی تو بعض لوگ فوراً ہی اِیمان لے آئے جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فوراً تصدیق کر دی تھی[1] اور کچھ دیر میں اِیمان لائے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ جنھوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ستایا لیکن پھر ایک وقت آیا کہ وہ بھی مسلمان ہوئے تو نیکی کی دعوت ترک نہ کی جائے کیونکہ ہدایت دینا میرا اور آپ کا کام نہیں ہے اور نہ یہ ہمارے ذِمّہ ہے بلکہ ہدایت تو اللہ پاک دینے والا ہے۔ یاد رہے! کوئی مانے یا نہ مانے ہم نیکی کی دعوت دیتے رہیں ہمیں اپنا ثواب ملتا رہے گا اس لیے نیکی کی دعوت دیتے رہنا چاہیے۔

کتنی رَقم یا مالیت پر قربانی واجب ہوتی ہے؟

سُوال: کتنی رَقم یا مالیت پر قربانی واجب ہوتی ہے؟

جواب: (امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) قربانی کا نصاب یہ ہے کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر رَقم ہو یا بیچنے کا اتنا سامان ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی رَقم کو پہنچ جائے یا گھر میں ضَرورت کے علاوہ اتنا سامان رکھا ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی رَقم کو پہنچ جاتا ہے یا یہ سب ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی رَقم کو پہنچ جائیں تو اس صورت میں قربانی واجب ہو جائے گی۔[2]

(**امیرِ اہلِ سنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِرشاد فرمایا:) یعنی قربانی کے نصاب کے لیے مالِ نامی یعنی بڑھنے والا مال، مالِ تجارت ہونا شرط نہیں ہے۔[3] جیسا کہ بعض اوقات ایسی کتابوں کا ڈھیر ہوتا ہے جو کام میں نہیں آتیں اور ویسے ہی رکھی ہوتی ہیں، اِسی طرح ضَرورت سے زیادہ کپڑوں کے جوڑے، جوتے، گھڑیاں اور چشمے رکھے ہوتے ہیں جو اِستعمال میں نہیں آتے تو اگر ان سب کو ملا کر ان کی رَقم بنائی جائے اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو

---

1 ...... تاریخ ابن عساکر، عبد اللہ ویقال: عتیق بن عثمان، ابو بکر الصدیق خلیفۃ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ۳۰/۴۴، رقم: ۳۳۹۸ دار الفکر بیروت – اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان ابو بکر الصدیق، ۳/۳۱۷، رقم: ۳۰۶۴ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

2 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا ورکنھا، ۵/۲۹۲ دار الفکر بیروت – بہارِ شریعت، ۳/۳۳۳، حصہ: ۱۵ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰/۲۹۴۔

جائے اور پھر قربانی کا وقت بھی پایا گیا تو قربانی واجب ہو جائے گی۔

یاد رکھیے! ابھی سے قربانی واجب نہیں ہو گی بلکہ جب ذُوالْحِجَّةِ الْحَرَام کی دَسویں تاریخ آئے گی تو اُس دِن صبحِ صادق ہوتے ہی قربانی واجب ہو جائے گی جبکہ قربانی کا نصاب موجود ہو۔ اب اگر کوئی 10 ذُوالْحِجَّةِ الْحَرَام کی صبحِ صادق کے وقت صاحبِ نصاب نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس پورے دِن اور 11 تاریخ کو بھی صاحبِ نصاب نہیں ہے لیکن وہ 12 تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے صاحبِ نصاب ہو گیا تو اب اس پر قربانی واجب ہو جائے گی اگرچہ اس کے پاس جانور خرید کر لانے اور اُسے ذَبح کرنے کا وقت نہ ہو۔[1] اب سورج ڈوب گیا اور قربانی نہیں کر سکا کہ اتنا وقت ہی نہیں تھا تو اب اس پر قربانی کا زندہ جانور یا اتنی رَقم صَدقہ کرنا واجب ہے۔ (امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) ایک صورت یہ بھی بن سکتی ہے کہ قربانی کا جانور خریدنے گیا اور خرید بھی لیا مگر قربانی کا وقت ختم ہو گیا یا کسی اور وجہ سے اُسے ذَبح نہ کر پایا تو اب اسی زندہ جانور کو صَدقہ کرنا ہی واجب ہو گا۔ (امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اِرشاد فرمایا:) اور یہ مالدار کو نہیں دے سکتا ایسے غریب یا فقیر کو دے گا جو زکوٰۃ کا حقدار ہو۔[2]

مَیِّت والے گھر 40 دِن تک چولہا جلانے سے منع کرنا کیسا؟

سُوال: جب گھر میں مَیِّت ہو جاتی ہے تو بَرادری کے لوگ بولتے ہیں کہ 40 دِن تک گھر میں چولہا نہ جَلایا جائے، ایسی صورت میں جو لوگ 40 دِن تک باہر سے کھانا خریدنے کی اِستطاعت نہیں رکھتے وہ کیا کریں گے؟

جواب: مَیِّت والے گھر چولہا جَلانے میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔ یہ الگ الگ بَرادریوں کی الگ الگ رُسوم ہوتی ہیں۔ لوگ پہلے دِن بھی چولہا جلاتے ہیں بلکہ مَیِّت ابھی رکھی ہوتی ہے اور وہ چولہا جَلا کر روٹیاں بناتے ہیں مگر اپنے کھانے کے لیے نہیں بلکہ تقسیم کرنے کے لیے پکاتے ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہماری بَرادری میں چولہا جَلا کر روٹیاں وغیرہ پکاتے ہیں لیکن اُسے خود نہیں کھاتے خیرات کرتے ہیں۔ اگر چاہیں تو چولہے پر اپنے لیے بھی کھانا پکا سکتے ہیں اور کسی کو کھلانا چاہیں تو

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۲۹۴ ماخوذاً۔

2 ...... فتاوی ھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان، ۵/ ۲۹۶ ملخصاً۔

کھلا بھی سکتے ہیں کہ ایسا کرنا شرعاً منع نہیں ہے لیکن جس کے یہاں مَیِّت ہوتی ہے عام طور پر وہ رنجیدہ ہوتا ہے یا تَعْزِیَت کرنے والے لوگوں کی آمد و رفت بڑھ جاتی ہے اور پھر غسل، کفن اور دَفن کے مُعاملات میں ایسی مَصروفیت ہوتی ہے کہ پکانا دُشوار ہو جاتا ہے۔ یاد رَکھیے! جس کے یہاں مَیِّت ہو گئی ہو پڑوسیوں کے لیے سُنَّت یہ ہے کہ انہیں ایک دِن کا کھانا پہنچائیں[1] چونکہ وہ غمزدہ ہوتے ہیں اس لیے انہیں پیار سے، مان دے کر اور محبّت دے کر زبردستی کھلائیں۔ اگر مَیِّت کے گھر والے چولہا جلاتے اور پلاؤ یا بریانی پکاتے ہیں اور اُسے خود کھاتے ہیں تب بھی گناہ نہیں ہے لیکن ایسا کھانا پکانا نہیں چاہیے کہ لوگ باتیں بنائیں گے، غیبتیں کریں گے اور نفرت کی صورت بنے گی ورنہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ اگر بالفرض مَیِّت کے گھر والے بیف بَریانی بھی پکا لیتے ہیں تب بھی وہ ان کے لیے کھانا حلال ہے اور یہ 40 دِن چولہا نہ جَلانے جیسی مصیبتیں لوگوں نے اپنی طرف سے خود اپنے لیے پالی ہوئی ہیں، شریعت میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں۔

حاجیوں کو ہار پہنانا یا گلدستہ دینا کیسا؟

سُوال: سفرِ حج پر جانے یا واپس آنے والوں کو پھولوں کے ہار پہنانا اور گلدستے دینا کیسا ہے؟ (رُکنِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: لوگ حاجیوں کو گلدستے دیتے ہیں اور یہ دینا جائز بھی ہے لیکن گلدستے مُرجھا جاتے ہیں۔ مجھے تو قیمت کا اندازہ نہیں شاید تازہ پھولوں کا گلدستہ 500 یا 700 روپے کا ہو گا تو اس کی جگہ حاجی کو ایسی چیز دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو اس کے کام آئے۔ البتہ اگر کوئی ہار یا گلدستہ دیتا ہے تب بھی اس کا دینا اور حاجی کا ہار پہننا جائز ہے اور ظاہر ہے اس سے حاجی کی دِل جوئی ہوتی ہے۔[2]

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۹/۶۶۶۔

2 ...... اِحرام کی نیّت کے بعد گُلاب کا ہار نہ پہنا جائے، کیونکہ گلاب کا پھول خود عَین (خالِص) خوشبو ہے اور اس کی مَہک بدن اور لباس میں بَس بھی جاتی ہے۔ چُنانچِہ اگر اس کی مَہک لباس میں بس گئی اور کثیر (یعنی زیادہ) ہے اور چار پَہَر یعنی بارہ گھنٹے تک اس کپڑے کو پہنے رہا تو دَم ہے ورنہ صَدَقہ اور اگر خوشبو تھوڑی ہے اور کپڑے میں ایک بالِشت یا اس سے کم (حصّے) میں لگی ہے اور چار پَہَر تک اسے پہنے رہا تو "صَدَقہ" اور اس سے کم پہنا تو ایک مٹّھی گندُم دینا واجِب ہے۔ اور اگر خوشبو قلیل (یعنی تھوڑی) ہے، لیکن بالِشت سے زیادہ حصّے میں ہے، تو کثیر (یعنی زیادہ) کا ہی حکم ہے یعنی چار پَہَر میں "دَم" اور کم میں "صَدَقہ" اور اگر یہ ہار پہننے کے باوُجود کوئی مَہک کپڑوں میں نہ بسی تو کوئی کفّارہ نہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۰۰ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اَبْرو (Eyebrow) بنانے کا شرعی حکم

سُوال: کیا اَبْرو (Eyebrow) بنانا جائز ہے؟

جواب: اَبْرو (Eyebrow) بنانا یعنی بھنوؤں کے بالوں کو کاٹ کر سیٹ کرنا یہ تو جائز نہیں ہے۔[1] البتہ بعض اوقات اِکّا دُکّا بال لمبے ہو جاتے ہیں اور یہ عمر کے حساب سے بھی بڑھتے ہیں اور بعض اوقات یہ اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ آنکھوں سے ٹکراتے رہتے ہیں یا بھدّے لگتے ہیں کہ کوئی اِدھر جا رہا ہوتا ہے اور کوئی اُدھر جا رہا ہوتا ہے۔ اتنے حصے کے بالوں کو کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے انہیں کاٹ سکتے ہیں۔[2] آج کل جو خوبصورتی کے لیے کاٹتے ہیں یا پورے صاف کر کے اس میں سُرمہ یا کاجل بھرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔[3]

کیا اِشراق و چاشت کی نماز اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

سُوال: اگر کوئی بندہ مغرب کی دو سنّتیں اور دو نفل پڑھنے کے بعد دو نفل زائد پڑھ لے تو کیا اَوّابِین کے نوافل ہو جائیں گے؟ نیز اِشراق و چاشت کی نماز اکٹھی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! مغرب کے تین فرض کے بعد دو سنّتیں، دو نفل اور پھر دو نفل پڑھے تو یہ اَوّابِین کے نوافل ہو گئے۔ نیز اِشراق کے فوراً بعد چاشت پڑھ سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ چاشت کے نوافل کو سورج گرم کر کے پڑھا جائے یعنی جب سورج نکلتا ہے تو اتنا گرم نہیں ہوتا اور پھر جب دھوپ میں تیزی آتی ہے تو سورج گرم ہوتا ہے تو اس وقت چاشت پڑھنا زیادہ اچھا ہے اور اگر اشراق کے بعد چاشت پڑھ لی تب بھی جائز ہے۔

توبہ پر اِستقامت پانے کا وَظیفہ

سُوال: توبہ پر اِستقامت پانے کا کوئی وَظیفہ بتا دیجیے۔

---

1 ...... دُرِّمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۹/۶۱۵ دار المعرفۃ بیروت۔

2 ...... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ۹/۶۷۰۔

3 ...... حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: بال جوڑنے، جڑوانے والی، گودنے اور گُدوانے (یعنی بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنے یا بھروانے) والی پر اللہ پاک کی لعنت ہو۔ (بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحشر، باب وما اتاکم الرسول فخذوہ، ۳/۳۴۷، حدیث: ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔)

جواب: شجرۂ قادریہ رضویہ میں ایک وِرد ہے جو صِرف صبح پڑھنے کا ہے اور صبح کی تعریف یہ ہے کہ آدھی رات جب ڈھل جائے اس سے لے کر سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح کہلاتی ہے تو اس دَوران سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص 11 بار پڑھ لیجیے، اگر شیطان اپنے لشکر سمیت کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے نہ کرا سکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔[1]

بیٹے کا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جانا کیسا؟

سُوال: کیا بیٹا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جا سکتا ہے؟

جواب: بیٹا ماں باپ سے پہلے مدینے شریف جا سکتا ہے اس میں حرج نہیں ہے بلکہ اگر حج فرض ہو گیا اور ماں باپ اِجازت نہ بھی دیں تب بھی جانا ہو گا۔

سُسرال پہنچنے پر دُلہن کو قرآنِ پاک ہاتھ میں دینا کیسا؟

سُوال: شادی والے روز جب دُلہن رُخصت ہو کر سُسرال پہنچتی ہے تو وہاں اس کے ہاتھ میں پڑھنے کے لیے قرآنِ پاک دیا جاتا ہے تو اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: قرآنِ پاک دیا جاتا ہو گا تاکہ دُلہن اسے اپنے پاس رکھے اور بعد میں اس کی تلاوت کرے اور اگر اسی وقت پڑھنے کا کہتے ہیں تو یہ آزمائش والی بات ہے کیونکہ اگر دُلہن قرآنِ پاک پڑھی ہوئی نہیں ہے تو سب کے سامنے کیسے پڑھے گی؟ یا پھر غَلَط پڑھے گی تو یوں پڑھنے کا کہنا گویا کسی مسلمان کو شرمندہ کرنا ہے اور پھر ہُجوم میں تو یہ حالت ہوتی ہے کہ بندے کو پڑھنا آتا بھی ہو تب بھی وہ گھبراہٹ سے بھول جائے اور شاید صحیح نہ پڑھ سکے لہٰذا پڑھنے کا نہ کہا جائے اور ویسے ہی دے دیا جائے۔ یہ رَسم لوگوں نے اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہے البتّہ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب دُلہن کو تحفے میں قرآنِ کریم دیتے ہیں تو اگر وہ باوُضو یعنی پاک صاف ہو تو لے لے ورنہ کہہ دے کہ آپ فُلاں جگہ رکھ دیجیے لیکن اتنا کہنا بھی دُلہن کے لیے مشکل ہو گا تو ایسی رَسم بنانی ہی نہیں چاہیے کہ جس میں اِس طرح کے مَسائل دَرپیش ہوتے ہوں۔

---

[1] الوظیفۃ الکریمہ، ص ۲۱ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟

سُوال: سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کا نام بتا دیجیے نیز پیغمبر کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب: سب سے پہلے نبی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور سب سے آخری نبی بھی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی ہیں۔ البتہ دُنیا میں تشریف لانے والے سب سے پہلے نبی حضرتِ سَیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور سب سے آخر میں تشریف لانے والے ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ پیغمبر کے معنیٰ ہیں: پیغام پہنچانے والا۔

نبی اور رَسُول میں فرق

سُوال: چونکہ یہ عِلم کی کمی کا دور ہے تو عین ممکن ہے عام آدمی کو یہ سمجھنے میں مشکل ہوتی ہو کہ پیغمبر، رَسُول اور نبی کے ایک ہی معنیٰ ہیں یا الگ الگ معنیٰ ہیں، آپ اِس کی وَضاحت فرما دیجیے۔ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: پیغمبر یہ فارسی کا لفظ ہے، نبی اور رَسُول یہ عربی کے اَلفاظ ہیں لیکن ان کے معنیٰ میں فرق ہے۔ نبی کا لغوی معنیٰ "غیب کی خبر دینے والا" ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں کیونکہ اللہ پاک خود عَلِیْمُ الْغَیْب ہے اور اس کی خبر ہمیں نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہی دی ہے۔ نیز جنَّت، دوزخ، قیامت، فرشتے، قبر اور حشر کے مُعاملات یہ سب غیب ہیں جن کے بارے میں صِرف نبی خبر دیتا ہے اور اُمَّتی کو ان پر اِیمان لاتے ہوئے ماننا ہوتا ہے۔ رَسُول کے معنیٰ ہیں بھیجا ہوا نیز رَسُول اُس نبی کو کہا جاتا ہے جو نئی شریعت لے کر آئے[1] لہٰذا ہر رَسُول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رَسُول نہیں ہوتا۔[2]

آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سُوال: کسی کی آنکھ ضائع ہو جائے اور وہ اس کی جگہ مصنوعی آنکھ لگالے تو اس آنکھ سے جو پانی بہے گا اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ناک کے قریب آنکھوں کے سوراخ ہوتے ہیں یہ پانی ان ہی سوراخوں سے آتا ہے چنانچہ بہارِ شریعت میں لکھا

---

1 ...... نبراس، النوع الثانی خبر الرسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تعریف الرسول، ص ۵۴ ملتان۔

2 ...... المعتقد المنتقد، مسئلۃ: ھل النبی و الرسول واحد، ص ۱۰۷ رضا اکیڈمی ممبئی ہند۔

ہے کہ نابینا یعنی اندھے کی آنکھ سے بھی جو رَطوبَت بہتی ہے وہ ناپاک ہوتی ہے۔[1] لہٰذا مرض کی وجہ سے نقلی آنکھ سے بھی جو پانی نکلے گا وہ ناپاک ہو گا اور اس سے وُضو ٹوٹ جائے گا۔[2] اور اگر کسی غم یا خوفِ خُدا کے سبب رونے سے پانی نکلا تو اس سے وُضو نہیں ٹوٹے گا۔[3]

کیا دِل کی سختی ہی رونے میں رُکاوٹ ہے؟

سُوال: یہ بات کہاں تک دُرُست ہے کہ ”جو روتا ہے اس کا دِل نرم ہے اور جو نہیں روتا اس کا دِل سخت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں تو رونا ہی نہیں آتا شاید ہمارا دِل سخت ہو گیا ہے“ نیز رونے کا دِل سے کیا تعلق ہے؟

جواب: ”دِل کے سخت ہونے کی وجہ سے رونا نہیں آتا“ ایسا کچھ پڑھنا یاد نہیں۔ ہاں! بعض لوگوں کی آنکھوں کا پانی ختم ہو جاتا ہے بِالْخُصُوص بوڑھوں کا کہ یہ بے چارے دیر تک روتے ہیں تب کہیں ان کی آنکھوں سے تھوڑا سا پانی نکلتا ہے جو کچھ ہی دیر میں خشک ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح بعض لوگوں کا بیماری کی وجہ سے آنکھوں کا پانی خشک ہو جاتا ہے پھر چاہے یہ لوگ غم میں روئیں یا خوفِ خُدا و عشقِ مصطفےٰ کی وجہ سے رونا آئے ان کے آنسو نہیں نکلتے حالانکہ یہ بے چارے واقعی رو رہے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا ٹینک فُل ہوتا ہے ذرا سی رِقّت آتی ہے اور آنسو اُبل کر رُخسار پر بہہ جاتے ہیں لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ دِل کی سختی کی وجہ سے رونا نہیں آتا۔

تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں

سُوال: کیا رونا آنا چاہیے؟ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: ظاہر ہے رونا تو آنا چاہیے، ایسی رِوایات بھی موجود ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ ابھی جتنا رونا ہے رو لو ورنہ جہنّم میں خون رونا پڑے گا۔ نیز جہنّمی جہنّم میں اتنا روئیں گے کہ گڑھے پڑ جائیں گے اور کثرت سے رونے کی وجہ سے ان کے

---

1. بہارِ شریعت، ۱/۳۰۶، حصہ:۲۔
2. بہارِ شریعت، ۱/۳۱۰، حصہ:۲۔
3. النتف فی الفتاویٰ، کتاب الطہارۃ، باب الغسل، ص ۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

اتنے آنسو نکلیں گے کہ اگر ان میں کشتیاں ڈالی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں۔[1] کیونکہ جہنّم میں کُفّار کے جسم بہت بڑے کر دیئے جائیں گے۔[2] نیز قرآنِ پاک میں اور کئی اَحادیثِ مُبارَکہ میں رونے کی تَرغیب موجود ہے چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے:﴿ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًاۚ ﴾(پ۱۰، التوبۃ:۸۲) ترجمۂ کنز الایمان:"تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔" اِنسان کو چاہیے اللہ پاک کے خوف سے روئے اگرچہ کسی مرض یا عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے آنسو نہ نکلیں۔

کیا زیادہ رونا بُری بات ہے؟

سُوال: ایک تعداد ہے جو اتنا رونے کو بُرا سمجھتی ہے حالانکہ اِس حوالے سے کئی رِوایات و فرامین موجود ہیں نیز اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اور بُزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کی سیرت میں ان کے بکثرت رونے کے واقعات بھی ملتے ہیں تو پھر اس طبقے کے کنفیوز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیثِ پاک مُلاحَظہ کیجیے: حضرتِ سَیِّدُنا جریر بن عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے رِوایت ہے کہ نبیوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے فرمایا: میں تمہارے سامنے "سُوْرَۃُ التَّکَاثُر" پڑھتا ہوں تم میں جو روئے گا وہ جنّت میں داخِل ہو گا۔ چنانچہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پڑھا ہم میں سے کچھ روئے اور کچھ نہ روئے۔ جو نہ روسکے انہوں نے عرض کی: "یَا رَسُوْلَ اللہ! ہم نے رونے کی کوشش کی مگر نہ روسکے۔" سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اِسے دوبارہ پڑھتا ہوں جو روئے گا اس کے لیے جنّت ہو گی اور جو نہ روسکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنالے۔[3]

دیکھیے! اِس حدیثِ پاک میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کو رونے کی تَرغیب دی ہے اور اس پر جنّت کی بشارت بھی سنائی ہے کہ جو روئے گا اس کے لیے جنّت ہے، حتّٰی کہ فرمایا جو نہ روسکے وہ رونے کی سی

---

1 ...... ابن ماجه، کتاب الزھد، باب صفة النار، ۴/ ۵۳۱، حدیث: ۴۳۲۴ ۔

2 ...... بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۴/ ۲۶۰، حدیث: ۶۵۵۱ ماخوذاً۔

3 ...... شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی البکاء عند قراءة القرآن، ۲/ ۳۶۳، حدیث: ۲۰۵۴ دار الکتب العلمیة بیروت۔

صورت ہی بنا لے۔ اگر رونا خود بخود آتا ہے وہ بھی ٹھیک ہے اور اگر خود بخود رونا نہ آئے بلکہ بتکلّف اپنے آپ کو رونے پر آمادہ کرنا پڑے اور ذِہن بنا کر زبردستی رویا جائے تب بھی جائز ہے کہ حدیثِ پاک میں جان بوجھ کر رونے کی ترغیب موجود ہے۔ البتہ یہ رونا رِیاکاری کے لیے نہیں بلکہ رِضائے الٰہی کے لیے ہونا چاہیے۔

مَرنے والے کی تین باتیں دیکھو!

سُوال: کہنے والے کہتے ہیں کہ "جب تم دُنیا میں آئے تھے تو رو رہے تھے اور لوگ ہنس رہے تھے اب تم زندگی ایسے گزارو کہ جب تم دُنیا سے جاؤ تو ہنس رہے ہو اور لوگ رو رہے ہوں" اس کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ بات ہے تو صحیح مگر یہ شعر ہے کوئی آیت یا حدیث نہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ جلالُ الدِّین سیوطی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شَرْحُ الصُّدُور میں لکھتے ہیں: حضرتِ سَیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رَحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا: مرنے والے کی تین باتیں دیکھو، اگر اس کی پیشانی پر پسینا آجائے، آنکھوں میں آنسو بھر آئیں اور نتھنے یعنی ناک کے دونوں سوراخ پھول جائیں تو یہ اللہ پاک کی رَحمت ہے جو اس پر نازل ہو رہی ہے اور اگر اونٹ کے گلا گھوٹنے کی سی آواز نکلے، رنگ پھیکا پڑ جائے اور منہ سے جھاگ نکلنے لگے تو یہ اللہ پاک کا عذاب ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔(1)

قَہْقَہہ، ہنسی اور مسکراہٹ میں فرق

سُوال: قَہْقَہہ، ہنسی اور مسکراہٹ کیا یہ الگ الگ چیزیں ہیں؟

جواب: قَہْقَہہ مار کر تو بالکل بھی نہیں ہنسنا چاہیے کہ یہ سنَّت نہیں ہے اور نہ ہی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے بلکہ حدیثِ پاک ہے: اَلتَّبَسُّمُ مِنَ اللهِ وَالْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَان یعنی تَبَسُّم اللہ پاک کی طرف سے ہے اور قَہْقَہہ شیطان کی طرف سے۔(2) البتہ سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہنسنا ثابت ہے اور ہنسنے سے مُراد یہ ہے کہ اتنی آواز سے ہنسے جو خود سُن

---

1 ...... شرح الصدور، باب من دنا أجله و كيفية الموت وشدته، ص۲۹ مركز اهل السنة بركات رضا هند۔

2 ...... معجم صغير، باب الميم، من اسمه محمد، ص۱۰۴، حديث:۱۰۵۷ دار الكتب العلمية بيروت۔

سکے دوسرے تک آواز نہ پہنچ پائے اور تبَسُّم کا مطلب یہ ہے کہ آواز پیدا نہ ہو صرف ہونٹ پھیلیں اور دانت ظاہر ہو جائیں اسی کو مسکرانا کہتے ہیں یہ بھی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔[1] آج کل جس کو دیکھو قہقہے لگا کر ہنس رہا ہوتا ہے اگرچہ یہ گناہ نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے۔ البتہ ایسا بھی نہیں ہونا چاہیے کہ امام صاحب قَہْقَہَہ لگا کر ہنس جائیں تو کوئی ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دے کہ یہ قَہْقَہَہ لگا کر ہنسے ہیں۔ بہر حال جب حدیثِ پاک میں قَہْقَہَہ لگانے کو شیطان کا اَنداز فرمایا گیا ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔ یاد رکھیے! سنَّت میں عظمت ہے اور سنَّت یہی ہے کہ قَہْقَہَہ نہ لگایا جائے۔ اگر کسی کو قہقہے کی عادت ہو چکی ہے تو یہ آرام سے نہیں نکلے گی کیونکہ پُرانی عادت کا جلدی نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ اگر یہ پختہ ذِہن بنا لیا جائے کہ مجھے اس سے بچنا ہے کیونکہ میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی قَہْقَہَہ نہیں لگایا تو میں بھی نہیں لگاؤں گا اس طرح ذِہن بنائیں گے اور بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ آہستہ آہستہ یہ عادت نکل جائے گی۔

مِرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دَم
ترے خوف سے یاخُدا یااِلٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یااِلٰہی (وسائلِ بخشش)

رونے والوں پر طنز کرنے والا خود رونے لگا

جب دعوتِ اسلامی کے اَوَّلین مَدَنی مَرکز جامع مسجد گلزارِ حبیب میں ہفتہ وار سنَّتوں بھرا اِجتماع ہوا کرتا تھا اس وقت ایک طالبِ عِلم اِجتماع میں شریک ہوتا تھا لیکن اِجتماع میں ہونے والی دُعا کے وقت لوگ رونا دھونا کرتے تو وہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اور وہ طرح طرح کے طنز کرتا اور عجیب عجیب اَلفاظ بولا کرتا تھا۔ ایک دِن مجھ سے اس کی ملاقات کروائی گئی تو میں نے بھی اسے سمجھایا۔ اس کی سعادت مندی کہ ایک مَرتبہ دُعا میں خود اس کے ساتھ یہ پریکٹیکل ہو گیا کہ

1 ...... مراٰۃ المناجیح، ٦/ ٤٠١ ملخصاً ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

وہ دُعا میں خود پر قابو نہیں رکھ سکا اور پُھوٹ پُھوٹ کر رو دیا اور پھر اس کی سمجھ میں رونے والوں کا مُعاملہ بھی آ گیا۔

یہ تو ہر وقت روتے ہی رہتے ہیں

بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کثرت سے گریہ وزاری کیا کرتے تھے بلکہ بعض بزرگ ہر موقع پر رویا کرتے حتّٰی کہ کھاتے، پیتے وقت بھی روتے چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مَکْتَبَۃُ الْمَدِینہ کی کتاب "عاشقانِ رسول کی 130 حکایات" میں سے ایک ایمان افروز واقعہ پیشِ خدمت ہے چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کسی بُزرگ سے عرض کیا کہ میرا حج پر جانے کا اِرادہ ہے کوئی ساتھی چاہیے، انہوں نے ایک شخص کو ان کا رَفیقِ سفر بنا دیا۔ جب حج کا وقت آیا تو حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ رونے بیٹھ گئے، یہ شخص گھبرا گیا اور اُن بُزرگ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ نے مجھے کس کے ساتھ روانہ کیا ہے وہ تو ہر وقت روتے رہتے ہیں ابھی تو سفر کی اِبتدا ہے اور یہ اتنا رو رہے ہیں، ان کے ساتھ سفر کیسے کروں گا؟ حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے جب اس وقت رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: جب میرا سفر شروع ہونے لگا تو مجھے موت کا سفر یاد آ گیا کہ ابھی تو میں حج پر جا رہا ہوں ایک وقت ہو گا کہ میری موت واقع ہو جائے گی اور میرا سفر قبرستان کی طرف ہو گا۔ بہرحال اُن بُزرگ نے اس شخص کو سمجھایا کہ بُھَیم عِجلی بہت ہی اچھے ساتھی ہیں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ وہ شخص ان کے ساتھ روانہ ہو گیا مگر جب دیکھو حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ روتے نظر آتے اور یوں ہی ان کا سفرِ حج اِختتام پزیر ہوا۔ جب یہ دونوں حج سے واپس آئے اور یہ شخص اُن بُزرگ کے پاس ملنے کے لیے گیا تو انہوں نے سفر کے بارے میں بات چیت کی اور پوچھا: تمہیں اپنا رَفِیقُ الْحَرَمَیْن (حَرَمَیْنِ طَیِّبَیْن زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا ساتھی) کیسا لگا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ شروع شروع میں ہم نے دیکھا کہ حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جدھر جاتے روتے رہتے، ہمیں وحشت ہونے لگی کہ یہ اتنا کیوں روتے ہیں، مگر پھر آہستہ آہستہ صحبت رنگ لائی اور ہم نے بھی رونا شروع کر دیا اور یوں ہمارا سفر بہت اچھا گزرا، یہ تو بہت خوفِ خدا والے بُزرگ ہیں۔ جب حضرتِ سَیِّدُنا بُھَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بات ہوئی کہ ان کا رَفیق کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ

یہ تو نیک آدمی ہیں، کثرت سے تلاوت کرتے ہیں، یوں دونوں ہی ایک دوسرے کی تعریف کرتے رہے۔ (1)

افسوس! ہمارے یہاں تو اپنے ساتھی کی بُرائیاں کرنا شروع ہو جاتے ہیں کہ تم نے کس کے حوالے کر دیا، اس کو تو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا، جب دیکھو اس کو شاپنگ کی پڑی رہتی تھی، نہ نفل پڑھتا نہ کوئی وِرد وَظیفہ کرتا بلکہ جو وقت ملتا سویا رہتا تھا، ہم تو روزے رکھتے اور یہ دِن کے وقت بھی خوب ڈَٹ کر کھاتا پیتا تھا۔ یوں ایک دوسرے کی بُرائیاں کی جاتی ہیں لیکن بُزُرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم ایک دوسرے کی اچھی باتیں بتاتے اور خوبیاں بیان کرتے تھے ہم میں اور ان میں بڑا فرق ہے۔

صحبت کیسی ہونی چاہیے؟

سُوال: آپ نے جو واقعہ بیان فرمایا ہے اس سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہمارا دوست، ساتھی، فرینڈ سرکل یا وہ جس کی ہم صحبت میں بیٹھیں ایسا ہونا چاہیے جہاں رونا ہو اور خوفِ خُدا والا سلسلہ ہو، آپ کیا فرماتے ہیں؟ (نگرانِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: اچّھی صحبت ہونا بہت بہتر ہے مگر اب ایسی صحبتیں لائیں کہاں سے؟ بڑا دُشوار مُعاملہ ہے۔ پھر صرف یہی نہیں دیکھنا کہ روتا ہے یا نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضَروری ہے کہ اس کے عقائد و نظریات بھی اچھے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ رونے والے بعض لوگ اچھے نہیں ہوتے ان سے تو کوسوں دور بھاگنا چاہیے اور ایسوں کی پہچان بھی ہونی چاہیے۔ اگر رونا نہیں آتا تو بہتر یہی ہے کہ عاشقانِ رَسول کی صحبت میں رہا جائے اللہ پاک نے چاہا تو رونا بھی سیکھ لیں گے۔ بہت سے ماڈرن لوگ بھی دُعا کے دَوران رو رہے ہوتے ہیں مَدَنی چینل کی اسکرین پر بھی دیکھا جا سکتا ہے، یہ اگرچہ ننگے سر ہوتے ہیں مگر ان کے بھی آنسو نکل جاتے ہیں بلکہ بعض تو گڑ گڑا کر رو رہے ہوتے ہیں، ظاہر ہے! اللہ پاک کی بارگاہ میں نہیں روئیں گے تو کہاں روئیں گے؟ اب جو رونے کو عجیب تصوّر کرتے ہیں ان کی اپنی سوچ ہے، اللہ کرے ان کی سوچ بھی مثبت ہو جائے البتّہ انہیں چاہیے کہ رونے والوں کا مذاق نہ بنائیں۔

---

1 ...... البحر العمیق، الباب الثانی فی الرقائق المتعلقة بالحج و اسرارہ، الفصل الاول فی العزم الحج...الخ، ۱/۳۰۰-۳۰۱ ملخصاً موسسة الریان بیروت - عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص۱۱۸-۱۲۱ ملخصاً مکتبۃ المدینہ کراچی۔

کس جانور کی قربانی باعثِ فضیلت ہے؟

سُوال: میں نے دو دنبے پالے تھے اور میری نیّت یہ تھی کہ میں ان کو بیچ کر بڑا جانور خریدوں گا لیکن اب میرا دِل یہ کر رہا ہے کہ میں ان کو ہی ذَبح کر دوں آپ میری راہ نمائی کیجیے کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی چیز میرے لیے بہتر ہے؟ (کراچی کے ایک اسلامی بھائی کا سُوال)

جواب: قربانی کے جانور کی نیّت کے مَسائل ہیں، غریب کے لیے الگ مسئلہ ہے اور مالدار کے لیے الگ۔ اگر ان جانوروں کی قربانی کی نیّت نہیں کی تھی تو انہیں بیچنے میں حرج نہیں، آپ کی مَرضی ہے ان کو بیچ کر بڑا جانور لیں یا نہ لیں۔ ہاں! اس میں بہتر کیا ہے تو اس حوالے سے عرض ہے کہ بندہ جو جانور خود پالتا ہے اس سے اُنسیت ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات جانور سے اَولاد کی طرح پیار ہو جاتا ہے، اسے ذَبح کرنا نفس پر گِراں گزرتا ہے اور دِل پر ایک صَدمے کی کیفیت ہوتی ہے یوں اسی پالتو جانور کو ذَبح کرنے میں زیادہ فضیلت نظر آ رہی ہے۔ اگر اسے بیچ دیا جائے گا تو یہ کیفیت نہیں ہو گی کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا اب کٹے یا کچھ بھی ہو اتنا محسوس نہیں ہو گا۔ نیز اس کو بیچ کر دوسرا جانور لیا جائے تو اس سے زیادہ اُنسیت اور پیار نہیں ہو گا اور اس کو کاٹنے سے نفس پر اتنا بوجھ بھی نہیں ہو گا لہٰذا جو جانور خود پالا ہے اسی کو ذَبح کرے۔

"ہمارے گاؤں میں فرشتہ آیا ہوا ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: میں کپڑے کی دُکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دَرزی کپڑا لینے آیا اور لٹھے کا پورا تھان مانگا جب میں نے اس سے پورا تھان لینے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ "کچھ دِنوں سے ہمارے گاؤں میں فرشتہ آیا ہوا ہے، آئے دِن کسی نہ کسی کی موت ہو رہی ہے اسی وجہ سے کفن کے لیے پورا تھان لینے آیا ہوں" اِس طرح کی بات کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: معلومات کی کمی کی وجہ سے ہی اِس طرح کا جملہ کہا ہو گا ورنہ فرشتے تو ہر ایک کے ساتھ ہوتے ہیں اور اَعمال لکھتے ہیں۔ پھر حضرتِ سَیِّدُنا مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام ایک وقت میں جہاں چاہیں جاسکتے ہیں بلکہ پوری دُنیا ان کے لیے ہتھیلی کی طرح ہے جس کی چاہیں رُوح قبض کر لیں نیز ان کے ساتھ ان کے مُعاوِنین بھی ہوتے ہیں لہٰذا یہ کہنا دُرست نہیں کہ "ہمارے گاؤں میں فرشتہ آیا ہوا ہے اِسی وجہ سے اَموات ہو رہی ہیں" البتّہ قائل پر کوئی حکم نہیں لگے گا کیونکہ اس نے فرشتوں کی

کوئی توہین نہیں کی۔ البتہ اِس طرح بولنا نہیں چاہیے کیونکہ ایک ساتھ بہت ساری اَموات تو ہوتی ہی ہیں جیسے بیماریاں پھیلنے کی وجہ سے، سیلاب آنے کی وجہ سے یا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو کتنے ہی لوگ ایک ساتھ موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں۔

ہِندسوں کے ذَریعے کسی سے متعلّق پیشن گوئی کرنا کیسا؟

سُوال: بعض عامل حضرات کو اگر کسی کا نام بتایا جائے تو وہ اس کے نام کے ہندسے نکال کر بتاتے ہیں کہ یہ آدمی بُرا ہے یا اچّھا، حتّٰی کہ وہ یہاں تک دعویٰ کر دیتے ہیں کہ اس کی شادی ہو گی یا نہیں، کیا ایسا کرنا شرعاً دُرُست ہے؟

جواب: ایسا کرنا شرعاً دُرُست نہیں ہے اور نہ ہی ایسے لوگوں کے پاس جانا چاہیے۔ آج کل لوگ ان کے پاس جاکر ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور ان کو پیسے دیتے ہیں۔ پھر وہ بول دیتا ہے کہ شادی نہیں ہو گی تو مایوس بھی ہو جاتے ہیں اور ٹینشن لے لیتے ہیں پھر بعد میں شادی ہو بھی جائے تو اُس عامل کو کیا اثر پڑنا ہے وہ تو پیسے بٹور چکا لہٰذا ان کے پاس جایا ہی نہ جائے۔ مجھے کسی شخص نے بتایا کہ اس نے اسی طرح کے کسی عامل کو چھیڑنے کے لیے اس سے پوچھا کہ فُلاں ملک میں میرا ایک دوست تھا مجھے بتاؤ وہ ابھی زندہ ہے یا مَر گیا ہے؟ اُس نے حساب کتاب کر کے بتایا کہ تمہارے دوست کا اِنتقال ہو گیا ہے۔ وہ کہتا ہے: میں ہنسنے لگا کہ میرا وہ دوست تو زندہ ہے لہٰذا ایسے باباجی لوگوں سے اس طرح کی باتیں نہ پوچھی جائیں۔

دَورانِ طواف وسعی کچھ آرام کرنا کیسا؟

سُوال: میں حج پر جا رہا ہوں میرے گھٹنے اور کمر میں دَرد رہتا ہے اگر میں طواف اور سعی کے دَوران تھک جاؤں تو کچھ دیر آرام کر سکتا ہوں؟ (فیصل آباد سے سُوال)

جواب: جی ہاں! دَورانِ طواف وسعی آرام لے سکتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کا حج مُبارَک کرے آپ کو اس کی بَرکتیں نصیب فرمائے اور اسے قبول فرمائے۔

ہاتھ ملاتے وقت حدِّ رُکوع تک جھکنا؟

سُوال: ہاتھ ملاتے وقت حدِّ رُکوع تک جھکنا منع ہے، دَرس کے بعد جو اسلامی بھائی بیٹھ کر ملاقات کرتے ہیں تو بعض اسلامی بھائی کچھ دور بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ان سے ہاتھ ملانے کے لیے جھکنا پڑتا ہے کیا اس طرح بیٹھے بیٹھے ہاتھ ملاتے

وقت بھی جھکنا منع ہے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت تھوڑا جھکنا مکروہ ہے اور اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں یہ حرام ہے۔[1] ہاں! اگر ضَرورت کی وجہ سے جھکتا ہے تو حَرَج نہیں جیسے بیٹھے بیٹھے ہاتھ ملا رہا ہے اور سامنے والا دور ہے تو یہاں ہاتھ بڑھانے کی ضَرورت ہے ورنہ یہ کوئی کَرامت دِکھائے کہ بیٹھے بیٹھے اِشارہ کرے اور سامنے والے کا ہاتھ لمبا ہو جائے یا اسی کا ہاتھ لمبا ہو جائے اور یوں ہی ہاتھ ملا لیا جائے ظاہر ہے یہ ناممکن ہے لہٰذا کسی دور بیٹھے شخص سے ہاتھ ملانے کے لیے جھکنا نہ حرام ہے اور نہ مکروہ۔ اِسی طرح ہاتھ چومنا بغیر جھکے ممکن نہیں ہے، ایسا تو کوئی بھی نہیں کرے گا کہ ہاتھ ملانے کے بعد چومنے کے لیے اسی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ کے پاس لائے پھر چومے۔ تو ہاتھ چومنے کے لیے جھکنا ضرورتاً ہے لہٰذا اس وقت جھکنے میں کوئی حرج نہیں۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کب سے نبی ہیں؟

سُوال: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِعلانِ نبوّت سے پہلے بھی نبی تھے یا اِعلان کے بعد نبوّت ملی؟

جواب: حدیثِ پاک میں ہے: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) مٹی اور پانی کے دَرمیان تھے۔[2]

آدم کا پتلا نہ بنا تھا جب بھی وہ دُنیا میں نبی تھے
ہے ان سے آغازِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فوت شدہ والدین کے نام کی قربانی کرنے کا حکم

سُوال: اگر والدین کا اِنتقال ہو چکا ہو اور انہوں نے زندگی میں کبھی بھی قربانی نہ کی ہو تو کیا اَولاد ان کے نام کی قربانی کر سکتی ہے؟

---

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/۴۶۴، حصہ:۱۶۔

2 ...... المقاصد الحسنة، حرف الكاف، ص ۳۳۵ دار الكتاب العربي بيروت۔

جواب: جی ہاں ! اِیصالِ ثواب کے لیے قربانی ہو سکتی ہے اس میں کوئی حَرَج نہیں نیز والدین کی طرف سے قربانی کرنی چاہیے یہ اچّھی بات ہے۔ والدین زندگی میں قربانی کرتے تھے یا نہیں یا100، 100 بکرے زندگی میں ذَبْح کرتے تھے تب بھی اِیصالِ ثواب کے لیے قربانی کرنے میں حَرَج نہیں۔ نیز زندہ کے اِیصالِ ثواب کے لیے بھی قربانی ہو سکتی ہے۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے حج ادا فرمائے ؟

سُوال: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے حج ادا فرمائے ہیں نیز حجِّ مبرور کی کیا نشانیاں ہیں ؟

جواب: (امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) حج فرض ہونے کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ہی حج فرمایا ہے۔[1] (امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) یہی حج حِجَّۃُ الْوداع بھی تھا، یوں پہلا اور آخری حج یہی ہوا۔ حجِّ مبرور کی کئی نشانیاں ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے جو حجِّ مبرور کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں اُن میں ایک اَہم نشانی یہ بیان فرمائی کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے۔[2]

ہاتھ میں صمد بونڈ لگا ہو تو نماز کا کیا حکم ہے ؟

سُوال: ہاتھ میں صمد بونڈ لگا ہو تو کیا نماز ہو جاتی ہے ؟

جواب: اگر ہاتھ میں صمد بونڈ لگا ہو ہٹانا ضَروری ہے۔ اگر اپنی طرف سے پوری کوشش کر کے ہٹایا اور نماز پڑھ لی پھر بعد میں کچھ لگا ہوا نظر آیا تو پہلے جو نماز پڑھی تھی ہو گئی لیکن اب جو نماز پڑھے گا وہ اس کو ہٹائے بغیر نہیں ہو گی۔ اگر دَورانِ نماز کچھ لگا ہوا نظر آ گیا تو اس کو اُکھاڑ کر دھونا ہو گا پھر نئے سِرے سے نماز ادا کرنا ہو گی۔

کیا قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے ؟

سُوال: کیا قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے ؟

جواب: جی ہاں ! قربانی کے جانور کو نہلایا جا سکتا ہے جبکہ ضَرورت ہو۔

---

1 ...... مسلم، کتاب الحج، باب بیان عدد عمر النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وزمانھن، ص ۵۰۴، حدیث: ۳۰۳۴ دار الکتاب العربی بیروت۔

2 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۴۶۷۔

کیا قربانی کی بھی قضا ہوتی ہے؟

سُوال: ایک سال کی قربانی رہ جائے تو کیا یہ قربانی دوسرے سال کرسکتے ہیں؟ جیسے اس مرتبہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں تو قربانی میرے لیے معاف ہے یا کرنا ہوگی؟

جواب: قربانی کے دِن گزر گئے اور قربانی نہیں کی نہ جانور اور اس کی قیمت صَدقہ کی یہاں تک کہ دوسری بقرہ عید آگئی اور اب یہ چاہتا ہے کہ گزشتہ سال کی قربانی کی قضا اس سال کرلے تو یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صَدقہ کرے۔[1]

قربانی واجب ہو مگر رَقم نہ ہو تو کیا کرے؟

سُوال: اگر قربانی کی شرائط پائی جائیں لیکن پیسے نہ ہوں یا قربانی واجب ہی نہ ہو تو کیا پھر بھی قربانی کا حکم ہوگا؟ (رُکنِ شُوریٰ کا سُوال)

جواب: اگر قربانی واجب ہو مگر پیسے نہ ہوں تو اُدھار لے کر بھی قربانی کرسکتا ہے یا پھر کوئی ایسی چیز بیچ کر رَقم حاصل کرلے جس سے جانور خرید سکے۔ یاد رَکھیے! قربانی کے لیے ضَروری نہیں کہ ڈھائی لاکھ والا جانور ہی لایا جائے بلکہ حصّہ بھی ڈالا جاسکتا ہے کہ وہ زیادہ مہنگا نہیں ہوتا۔ بہر حال قربانی واجب ہو تو کرنا ضَروری ہے اگر جان بوجھ کر نہ کی تو بندہ گناہ گار ہوگا۔ ہاں! اگر قربانی واجب ہی نہیں تھی اور اس کے وجوب کی شرائط بھی نہیں پائی گئی تھیں اس وجہ سے قربانی نہ کی تو یہ کوئی گناہ کا کام نہیں ہے کیونکہ قربانی واجب ہی نہیں تھی۔

❁❁❁

1 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان، ۵/۲۹۶-۲۹۷۔

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''**فکرِ مدینہ**'' کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَاللّٰہ عزوجل۔ اپنی اصلاح کے لیے ''**مَدَنی انعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''**مَدَنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عزوجل



ISBN 978-969-631-642-8
0125728

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net